اسلامی بینکاری میں تنگدست مقروض سے وصولیابی کے شرعی اختیارات

Sharia'h Compliant Loan Recovery Strategies From Insolvent Debtors in Islamic Banking

ڈاکٹر محمد وصی فصیح بٹ*

Abstract:

Islam lays emphasis on social justice and sharing of resources between the haves and the have-nots. In order to create such a balanced socio-economic environment, the inter-class lending is considered to be a way forward ethical activity. Qard is a gratuitous contract in which one gives a certain homogeneous wealth to other against the condition of returning of similar value of wealth upon demand or after termination of payback period.

As per Sharia'h, the Qard should not bring any return or benefit for the lender because that would be equivalent to Ribâ. Therefore the lender cannot charge or demand any extra amount against the extension on the payback period awarded to the poor borrower. Furthermore, Islam considers the difference between debtors who default by procrastination and those who default by necessity. The Holy Qur'an, in principal, recommends having compassion for the poor barrowers and giving them the grace period till they have the capacity to payback. In such scenario the Muslim lenders perceive that the Islam has set unilateral direction in favor of borrowers only. Therefore the lenders feel that they are handicapped or helpless and found themselves in a strangled situation.

This study is designed to solve the dilemma of lenders and explore risk mitigation strategies in case of insolvency of borrowers. The verses from the Holy Qur'an & Hadith of the Messenger (PBUH) and also work of prominent Sharia'h Scholars were considered to form a comprehensive guideline to mitigate the lender's risk. Hence it has been proved that the Islam has given legal

* پی ایچ ڈی سکالر، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی۔

rights to the lender and allows some practical recovery strategies & tactics to recover the funds from the underprivileged borrowers. This study will play a key role in risk mitigation for default and late payments.

***Keywords**: Loan Recovery, Qard, Risk Mitigation, Insolvency, Default, Late Payments*

خلاصہ:

اسلام میں معاشرتی عدل، غریبوں کی معاشی سرگرمیوں میں شمولیت اور محروم طبقے تک وسائل کی فراہمی پر زور دیا گیا ہے۔ اس متوازی معاشرے کے قیام میں قرض کی فراہمی ایک مثبت کردار ادا کرتی ہے جس میں کسی مالیاتی چیز کو بطورِ تعاون دوسرے کی ملکیت میں واپسی کی شرط سے دے دیا جاتا ہے۔

شرعاً قرض سے کوئی اضافی رقم یا فوائد مشروط نہیں کیے جاسکتے کیونکہ یہ سود کے زمرے میں آجاتا ہے۔ لہٰذا کسی قرض کی مدت میں توسیع یا مطالبہ میں تاخیر کے عوض کسی اضافے کا مطالبہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔ نیز اسلام ٹال مٹول کرنے والوں اور ازراہِ مجبوری بروقت واپسی نہ کرنے والوں میں تفریق کا قائل ہے۔ دوسری قسم کے مقروض کو قرآنِ کریم نے ادائیگی کی قدرت تک مہلت دینے کی فرمائش کی ہے۔ اس تناظر میں ایک دیندار قرض خواہ اپنے مقروض کے دیوالیہ یا مفلس ہوجانے کی صورت میں خود کو کسی بھی شرعی چارہ جوئی سے مجبور پاتا ہے اور اپنے قرض کی واپسی کے بارے میں شکوک کا ہی شکار رہتا ہے۔

اس تحقیق میں اسی صورتِ حال کا حقیقی حل تلاش کیا گیا ہے اور مفلس مقروض سے قرض کی واپسی کے بعض شرعی اقدامات کو موضوعِ تحقیق بنایا گیا ہے۔ آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہ اور تحقیقاتِ فقہیہ کے باریک بینی سے جائزہ لیا گیا۔ نتائجِ تحقیق نے اس مفروضے کو درست ثابت کیا کہ اسلام نے ہر معاملے کی طرح اس صورتحال میں بھی دونوں فریقین کی رعایت رکھی ہے، جہاں مقروض کی مفلسی کے پیشِ نظر اسے مہلت دیے جانے کی تعلیم دی ہے وہاں اپنے قرض کی واپسی کو یقینی بنانے کے لیے قرض خواہ کو بھی چند مؤثر اقدامات کی اجازت دی ہے جس سے سے معاشرے میں بڑھتے ہوئے قرضوں کی عدمِ واپسی کے خطرات اور بتاخیر ادائیگی کے خدشات کو کم کرنے میں مدد ملے گی۔

تعارف (Introduction):

اسلام میں نادار مقروض سے مساہلت کی اخلاقی تعلیم دی گئ ہے۔ سورۃ البقرۃ میں سود کی مذمت کے متصل ارشادِ ہے:

﴿وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۚ وَ اَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾

ترجمہ: "اور اگر کوئی تنگدست (قرض دار) ہو تو اس کا ہاتھ کھلنے تک مہلت دینی ہے۔ اور صدقہ ہی کردو تو یہ تمہارے حق میں کہیں زیادہ بہتر ہے، بشرطیکہ تم میں سمجھ ہو"[1]

سودی اداروں کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ اگر کوئی مدیون مفلس ہے اور میعادِ مقررہ پر وہ قرض ادا نہیں کرسکتا تو سود کی رقم اصل میں جمع کرکے سود در سود کا سلسلہ چلاتے ہیں اور سود کی مقدار بھی بڑھادیتے ہیں جبکہ یہاں قرآن یہ تعلیم دے رہا ہے کہ غریب ولاچار مقروض کو تنگ نہ کرو، بلکہ اس کو وسعت تک مہلت دے دو۔ یعنی محض مہلت ہی کافی نہیں بلکہ یہ مہلت ادائیگی کی استطاعت تک ہونی چاہیے۔

نبی کریم ﷺ نے بھی اپنی دعوت و تعلیم میں اس مساہلت پر زور دیا ہے اور تنگ دست کو مہلت دینے کی متعدد عنوانات سے ترغیب دی ہے۔ مثلاً:

صدقہ کا ثواب:

مسندِ احمد کی ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی مفلس مقروض کو مہلت دے گا، اسے ہر روز اتنی رقم کے صدقہ کا ثواب ملے گا جتنی اس مقروض کے ذمہ ہے۔ یہ اجر میعادِ قرض پورا ہونے سے پہلے مہلت دینے کا ہے۔ جب میعادِ قرض پوری ہو جائے اور وہ شخص ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو اس وقت مہلت دینے کی صورت میں ہر روز اس کی دوگنی رقم صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔[2]

دعا کی قبولیت اور دنیاوی مصائب کا خاتمہ:

حضور ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے: جو شخص چاہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے اور مصیبت دور کی جائے، وہ تنگدست پر آسانی کرے۔[3]

دوزخ کی گرمی سے نجات:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے براہِ راست سنا ہوا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جس بندہ نے کسی غریب تنگدست کو مہلت دی یا (اپنا مطالبہ کل یا اس کا حصہ) معاف کردیا تو اللہ تعالیٰ جہنم کی گرمی سے اسے نجات عطا فرمائیں گے۔[4]

عرشِ الٰہی کی مہمانی:

حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ اس کی گواہی دیتے ہیں کہ انہوں نے رسولِ کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے (عرش کے) سائے میں جگہ پانے والا وہ شخص (بھی) ہوگا، جس نے کسی تنگدست کو مہلت دی

ہو گی یہاں تک مقروض ادائیگی کے لیے کوئی سبب پالے، یا اس کو یہ کہتے ہوئے معاف کردے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر تمہارے واجب الذمہ میرا مال تجھ پر صدقہ ہے، اور قرض کی دستاویز بھی جلادے۔ [۵]

ان فضائل کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غریب مقروض کی مکمل رعایت فرماتے اور اپنے عمل سے ان احادیث پر یقین کی گواہی دیتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابو الیسر رضی اللہ عنہ ایک شخص کو اپنا قرضہ طلب کرنے کے لیے تلاش کر رہے تھے لیکن وہ چھپ رہا تھا۔ آخر انہوں نے اسے پالیا اور اس فرار کی وجہ پوچھی۔ اس نے تنگ دستی کا عذر پیش کیا۔ آپ نے تصدیقِ حال کے لیے اسے قسم اٹھانے کا کہا تو اس نے قسم بھی اٹھالی۔ اس پر حضرت حضرت ابو الیسر رضی اللہ عنہ نے قرض کی دستاویز اس مقروض کے حوالہ کی اور معاملہ ختم کرتے ہوئے یہ حدیث سنائی کہ جس بندہ نے کسی غریب تنگدست کو مہلت دی یا (اپنا مطالبہ کل یا اس کا حصہ) معاف کر دیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دِن کی تکلیفوں سے اس کو نجات عطا فرمائیں گے۔ [۶]

مسئلہ کا بیانیہ (Problem Statement):

تنگدست کے ساتھ مساہلت کی اہمیت مندرجہ بالا احادیث میں بیان کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں مزید روایات بھی ذخیرہ احادیث میں ملتی ہیں جنہیں محدثینِ کرام رحمۃ اللہ علیہم، مثلاً علامہ ہیثمی، [۷] امام بیہقی، [۸] وغیرہ نے مستقل ابواب میں ذکر کیا ہے اور موجودہ دور میں مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ [۹] اور ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب [۱۰] نے ان کے استیعاب کی کوشش کی ہے۔ لہٰذا اس میں شک نہیں کہ اسلام کی اخلاقی تعلیم یہی ہے اور وہ اپنے متبعین کو اسی اخلاقی بلندی پر دیکھنا چاہتا ہے کہ مال کو اپنا مقصودِ اصلی نہ بنائیں، بلکہ انسانی اقدار کو اتنی اہمیت دیں کہ اس کی خاطر اپنا حق سے دستبردار ہو جائیں یا وقتی طور پر اس کے مطالبہ کو چھوڑ دیں۔

تنگدست مقروض کو مہلت دے دینا اسلام کی تعلیم ہے۔ مہلت کا ظاہری مطلب قرض کے واپسی کے مطالبہ سے وقتی دستبرداری لیا جاتا ہے۔ یہ نقطہ نظر بلاشبہ مقروض کے لیے ایک خوشگوار اثر رکھتا ہے لیکن قرض خواہ کی مجبوری میں کسی کمی کے بجائے اضافے کا باعث بن سکتا ہے۔ وہ پہلے سے اپنے قرض کی واپسی کے فکر میں مبتلا ہے اور اسے مطالبہ سے بھی روک دیا جائے تو وہ اپنے آپ کو مجبورِ محض پاتا ہے۔ اسلام جب تمام طبقوں کے لیے رحمت ہے تو اس سلسلے میں یک رخی تعلیمات کیسے ہو سکتی ہیں؟ یقینا حقیقی تعلیمات نظروں سے پنہاں ہیں جنہیں تلاش کرنا میدانِ تحقیق کی پکار ہے۔

تحقیق طلب سوالات (Research Questions):

لہٰذا مندرجہ ذیل سوالات تحقیق کے مقتضی ہیں:

- معسر مقروض کو مہلت دینے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟
- کیا یہ مہلت دینا قانونِ اسلامی میں لازمی درجہ رکھتا ہے اور معسر مقروض کا حق ہے؟

- کیا یہ مہلت محض ضابطۂ اخلاق کی حیثیت رکھتا ہے جو خالص قانونی نقطۂ نظر میں وجوبی نہیں ہے؟
- کیا مقروض کے تنگدست ہو جانے کے بعد قرض خواہ کے لیے صرف انتظار ہی واحد راستہ ہے یا وہ اس دوران شرعا دیگر اقدامات بھی کر سکتا ہے؟

فوائدِ تحقیق(Significance Of The Study):

قرض خواہ کو کو اپنے قرض کی وصولیابی کے لیے قانونی تحفظ ملنا وقت کی ضرورت اور شرعی تقاضا ہے، اس سے معاشرے میں بڑھتے ہوئے قرضوں کی عدمِ واپسی کے خطرات (Risk Of Default) یا بتاخیر ادائیگی کے خدشات (Risk Of Late Payment) کو کم کرنے میں مدد ملے گی۔ بالخصوص ادھار اقساط پر خرید و فروخت کرنے والے تاجروں اور قرض فراہم کرنے والے مالیاتی اداروں کو شرعی حقوق ملنے چاہیے جن کے ذریعہ وہ اپنے ہر گاہک کی بقیہ اقساط وصول کر سکیں۔

بحث(Discussion) :

اس سلسلے میں فقہی مآخذ کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ فقہائے کرام رحمۃاللہ علیہم کی اکثریت (مالکیہ، شوافع، حنابلہ) اس امہال کو غریب مقروض کا ذاتی حق سمجھتی ہے۔ مقروض کی مالی حالت خراب ہوتے ہی اسے یہ مہلت مل جاتی ہے، جس کی بنیاد پر عدالت اسے گرفتار یا سزا دینے کا حکم نہیں دے سکتی ہے۔ قرض خواہ اپنا حق فوری وصول نہیں کر سکتا بلکہ مقروض کو مزید مہلت دینے کا پابند ہے۔ اس مسلک میں قرآنِ کریم میں مہلت کا ذکر وجوبی حکم ہے۔علامہ زحیلی رحمۃاللہ علیہ نے ائمہ ثلاثہ کا یہی مذہب نقل کیا ہے:

> وقال زفر والمالكية والشافعية والحنابلة: إذا ثبت إعسار المدين عند الحاكم، لم يكن لأحد مطالبته وملازمته، بل يمهل إلى أن يوسر لأنه إذا ثبتت العسرة استحق النَّظِرة إلى الميسرة، كما لو كان الدين مؤجلاً، لقوله تعالى: وإن كان ذو عسرة، فنَظِرة إلى ميسرة[۱۱]

تاہم ہماری تحقیق یہ ہے کہ مذکورہ مہلت اعسار کا لازمی تقاضا نہیں، غریب مقروض مزید مہلت کا بطورِ استحقاق مطالبہ نہیں کر سکتا۔ مہلت دینا قرض خواہ کا صوابدیدی اختیار ہے، جس کے مثبت استعمال پر اسے متعدد فضیلتیں میسر ہوں گی، لیکن اگر وہ مزید مہلت دینے پر آمادہ نہ ہو تو اسے ایسا کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ وجہ یہ ہے کہ اجر تو کسی نیک کام کو اپنے اختیار سے انجام دینے پر ملتا ہے، اگر مقروض کو یہ مہلت اس کی تنگدستی سے ہی مل گئی تو قرض خواہ مہلت دینے کی فضیلت کا مستحق کیسے بن سکتا ہے؟۔ یہی وجہ ہے کہ متعلقہ احادیث میں بار بار من أنظر معسرا (جو تنگدست کو مہلت دے)[۱۲] کی تعبیر اختیار کی گئی ہے جس سے واضح ہے کہ یہ مہلت قرض خواہ کا اختیاری فعل ہے۔علامہ جصاص رحمۃاللہ علیہ نے بھی ان احادیث سے یہی مطلب لیا ہے:

فَقَوْلُهُ فِي الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ (مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ) يُوجِبُ أَنْ لَا يَكُونَ مُنْظَرًا بِنَفْسِ الْإِعْسَارِ دُونَ إنْظَارِ الطَّالِبِ إيَّاهُ لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ مُنْظَرًا بِغَيْرِ إنْظَارِهِ لَمَا صَحَّ الْقَوْلُ بِأَنَّ مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ ؛ إذْ غَيْرُ جَائِزٍ أَنْ يَسْتَحِقَّ الثَّوَابَ إلَّا عَلَى فِعْلِهِ ، فَأَمَّا مَنْ قَدْ صَارَ مُنْظَرًا بِغَيْرِ فِعْلِهِ فَإِنَّهُ يَسْتَحِيلُ أَنْ يَسْتَحِقَّ الثَّوَابَ بِالْإِنْظَارِ . [۱۳]

نیز قرآن بھی اس مہلت کی درجہ بندی سے خاموش ہے۔ صرف اتنا ذکر ہے کہ اگر مقروض تنگدست ہو تو اسے مہلت دینی ہے۔ لیکن یہ مساہلت کتنی ضروری ہے، اس کا ذکر نہیں۔ اگرچہ بعض مفسرین نے فَنَظِرَةٌ اِلٰی مَيْسَرَةٍ [۱۴] کی تقدیری عبارت فالأمر نظرة [۱۵] بیان کی ہے، لیکن امر ہمیشہ وجوب کے لیے نہیں ہوتا، استحباب کے لیے بھی ہوتا ہے۔[۱۶]

الغرض تنگدست مقروض کے لیے صرف مہلت ہی کا حکم نہیں بلکہ قرض خواہ اپنا حق وصول کرنے کے لیے اور بھی صورتیں اختیار کرسکتا ہے۔ مثلا:

۱. قید:

وقت پر قرض ادا نہ کرنے والے شخص کو تحقیقِ حال کے لیے قید کیا جاسکتا ہے جس کے بعد اس کی قرض ادا کرنے کی اہلیت کے بارے میں معلومات حاصل کی جائے۔ اگر وہ واقعی مشکلات کا شکار ہے تو اتنی سزا پر ہی اکتفا کیا جائے گا اور جلد ادائیگی کے وعدہ پر اسے رہا کر دیا جائے گا۔ اسلام کی ابتدائی تاریخ میں اس قید وبند کی مثالیں ملتی ہیں۔ عہدِ فاروقی سے اموی دور تک چیف جسٹس رہنے والے قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ ایسے مقروض کو قید میں ڈال دیا کرتے تھے اور تنگدست کو بھی رہا نہیں کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ ہر مقروض کو مہلت دینے کا حکم نہیں، یہ آیت سودی قرضوں کے سیاق میں ہے اسلیے صرف سودی قرضوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے مقروض کو مہلت دی جاسکتی ہے(باقی مقروض ہر حال میں قرض ادا کرنے کے پابند ہیں، انہیں ادائیگی تک قید کیا جاسکتا ہے)[۱۷]

علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھے پناہ دیجیے۔ آپ نے پوچھا: کس چیز سے؟ اس نے کہا: قرض سے۔ آپ نے فرمایا: تمہاری پناہ گاہ قید خانہ ہی ہے۔[۱۸]

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی بھی یہی رائے ہے اور فقہ حنفی میں معسر مدیون کی گرفتاری کی بھی شق رکھی گئی ہے جس کی مدت قاضی کی صوابدید پر موقوف ہے۔ وہ چاہے تو تحقیقِ حال کے بعد رہا کردے، چاہے تو تنبیہ کے لیے مزید مدت تک رکھے۔[۱۹] نیز اگر اس مقروض کی دینی یا مالی حالت مشکوک ہو تو تنگدستی ثابت ہونے تک امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی اسکی قید کے قائل ہیں۔[۲۰]

۲. مسلسل نگرانی:

اس قید کے بعد بھی قرض خواہ کا حق ختم نہیں ہو جاتا۔ رہائی کے بعد قرض خواہ مقروض کی کڑی نگرانی رکھ سکتا ہے اور اس کی کمائی سے اس کی معمولی غذائی اور فوری ضروریات کے علاوہ جو کچھ بچے، اس سے طلب کر سکتا ہے۔ اس مسلسل طلب کے حق کو فقہی اصطلاح میں " حَقُّ الْمُلَازَمَةِ "کہتے ہیں جس کی رو سے قرض خواہ اپنا حق وصول ہونے تک مقروض کا پیچھا کرتا رہتا ہے۔[۲۱]

ائمہ ثلاثہ اور احناف میں امام ابو یوسف، محمد اور زفر رحمۃ اللہ علیہم اس " الْمُلَازَمَةِ "کے قائل نہیں ہیں، ان کا کہنا ہے کہ جب تنگدست کو قرآن نے مہلت دے دی تو اس مہلت کے دوران اسے تنگ کرنا جائز نہیں ہونا چاہیے، لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات ہمیں مناسب لگتی ہے کہ قرآنِ کریم نے یہ مہلت ہمیشہ کے لیے نہیں دی تھی، بلکہ صرف ادائیگی کی استطاعت میسر آنے تک عارضی مہلت دی تھی۔ اور یہ مالی استطاعت مکمل طور پر حاصل ہونا شرط نہیں، جتنی جتنی استطاعت مقروض کو میسر آتی جائے گی، اتنی مقدار قرض خواہ وصول کرتا رہے گا۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ مقروض اپنی آمدنی کو چھپائے، اسلیے مسلسل نگرانی بھی جائز ہے۔[۲۲] اگرچہ حنفی مجتہدین کی اکثریت اس " الْمُلَازَمَةِ " کی قائل نہیں تھی لیکن بعد کے فقہائے احناف نے دلائل کی قوت کو دیکھتے ہوئے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر ہی فتویٰ دیا ہے اور ملازمہ کو جائز رکھا ہے۔[۲۳]

اس " الْمُلَازَمَةِ " کی سند قرآن و حدیث دونوں سے ملتی ہے۔ قرآنِ کریم اہلِ کتاب کی مالی بد دیانتی کو ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے:

﴿وَ مِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَأْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا﴾

ترجمہ: "اور انہی میں سے کچھ ایسے ہیں کہ اگر ایک دینار کی امانت بھی ان کے پاس رکھواؤ تو وہ تمہیں واپس نہیں دیں گے، الّا یہ کہ تم ان کے سر پر کھڑے رہو"[۲۴]

"تم ان کے سر پر کھڑے رہو" کی تعبیر سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال کیا ہے کہ اپنا حق وصول کرنے کے لیے مسلسل سوال اور نگرانی کرنا جائز ہے۔[۲۵]

نیز احادیث سے بھی اس ملازمۃ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ عہدِ رسالت میں ایک شخص کا دوسرے پر دس دینار کا قرض تھا، وہ وقتِ مقررہ پر ادا نہ کر سکا تو قرض خواہ اس سے چمٹ ہی گیا، مقروض نے بارہا کہا کہ اس کے پاس ادائیگی کے لیے کچھ بھی نہیں لیکن قرض خواہ یہی کہتا کہ

فو الله لا أفارقك حتى تقضي أو تأتي بحميل يحمل عنك ترجمہ: "میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا، یہاں تک کہ تم میری رقم ادا کر دو یا مجھے کوئی ضامن دو"۔

بالآخر مقروض یہ معاملہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں لے گیا اور درخواست پیش کی کہ اے اللہ کے رسول!

"هذا واستنظرته شهرا واحدا فأبى حتى أقضيه أو آتيه بحميل فقلت:و الله ما أجد جميلا و لا عندي قضاء اليوم "

ترجمہ "یہ شخص میرے پیچھے پڑ گیا ہے حالانکہ میں نے اس سے ایک ماہ کی مہلت طلب کی لیکن اس نے مسترد کر دیا، بس ادائیگی یا ضمانت ہی مانگ رہا ہے، میرا کہنا ہے کہ میرے پاس نہ ادائیگی کے لیے کچھ ہے، نہ ہی کوئی ضمانت لے رہا ہے۔"

آپ ﷺ نے بھی اس شخص سے ایک ماہ کی مہلت دینے کی سفارش کی لیکن اس نے معذرت ظاہر کی۔ اس پر آپ ﷺ نے خود اس کی ضمانت لے لی"[٢٦] اس حدیث میں اس شخص نے مہلت طلب کرنے پر بھی مہلت نہیں دی اور مسلسل ساتھ رہنے کے عزم کا بھی اظہار کیا اور نبی کریم ﷺ نے بھی اس پر اعتراض نہیں فرمایا۔ اس سے دونوں باتیں ثابت ہوئیں کہ مہلت مدیون کا استحقاق نہیں اور قرض خواہ کے لیے مقروض کی مسلسل نگرانی جائز ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: إِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ الْيَدَ وَاللِّسَانَ. ترجمہ: " بلاشبہ حق والے کے لیے ہاتھ اور زبان کا استعمال جائز ہے"[٢٧]

فقہائے احناف رحمۃ اللہ علیہم نے اس حدیث میں ہاتھ سے لزوم اور زبان سے تقاضا کرنا مراد لیا ہے۔[٢٨]

امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بدو سے ذخیرہ شدہ عجوہ کھجوروں کے ایک وسق کے بدلہ میں کچھ اونٹیاں ادھار خریدیں۔ ادائیگی کے وقت آپ اپنے گھر تشریف لائے، اس کے لیے کھجور تلاش کیں لیکن نہ ملیں۔ رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے اور فرمایا: اے اللہ کے بندے! ہم نے انہیں ڈھونڈا ہے لیکن وہ نہیں ملیں۔ بدو چلانے لگا: ہائے بے وفائی! حاضرین نے جھڑکا کہ اللہ کے رسول سے بے وفائی کا خدشہ ہے؟ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: دَعُوهُ ، فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا "اس کو چھوڑ دو، بلاشبہ صاحبِ حق کو بات کرنے کا حق ہے" وہ بدو یہ بات دہراتا رہا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جھڑکتے رہے، لیکن حضور ﷺ اس بدو کی تائید فرماتے رہے، حتی کہ آپ ﷺ نے خویلہ بنتِ حکیم رضی اللہ عنھا سے قرض لے کر موعودہ کھجوریں دے دیں۔ بدو کہنے لگا کہ اللہ آپ کو بہترین جزا دیں، یقیناً آپ نے عمدگی سے مکمل حق ادا کیا ہے"[٢٩]

اس حدیث میں بھی حضور ﷺ نے قرض خواہ کے بار بار مطالبہ کرنے کو منع نہیں فرمایا بلکہ مطالبہ کو اس کا حق قرار دیا۔ لہٰذ مہلت دینے یا مقروض کے تنگدست ہو جانے کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ وہ ایک مدت کے لیے آزاد ہو گیا ہے، بلکہ قرض خواہ اپنی رقم کی وصولیابی کے لیے مہلت کے دوران بھی مطالبہ کر سکتا ہے اور

جتنی آمدنی ہوتی رہے گی، اتنی وصولی کرتا رہے گا۔ تنگدستی اور مہلت کا فائدہ صرف قید سے آزادی کی صورت میں ظاہر ہوگا۔

۳. استسعاء:

نیز قرض خواہ اس بات کا بھی حق رکھتا ہے کہ وہ ادائیگیٔ قرض کے سلسلے میں مقروض کی کوششوں کا جائزہ لیتا رہے۔ مقروض کو ادائیگیٔ قرض کے وسائل جمع کرنے کے لیے ہی مہلت دی جاتی ہے اسلیے اس کو کمانے پر مجبور کرنا مہلت دینے کے خلاف نہیں۔ مقروض اس بات کا پابند ہے کہ وہ کشادگی کے حصول کے لیے تگ ودو میں لگا رہے۔ اگر اس سلسلے میں سستی یا غفلت نظر آتی ہے تو قرض خواہ شرعاً اسے کمانے پر مجبور کر سکتا ہے اور اس سلسلے میں عدالت سے بھی رجوع کر سکتا ہے۔

امام زھری، فقیہ لیث بن سعد[۳۰] اور بعض حنفی فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم[۳۱] کا یہی مذہب نقل کیا گیا ہے۔ اگر ایک مقروض صلاحیت کے باوجود کسبِ معاش نہیں کر رہا اور مالی استطاعت کو جان بوجھ کر حاصل نہیں کر رہا ہے تو درحقیقت وہ جان بوجھ کر ٹال مٹول کرنے والے کے برابر ہے۔ اسے نادار اور لاچار مقروض کی فہرست سے نکل کر لاپروا مقروض کی صف میں کھڑا کر دیا جائے گا جسکے بارے میں حدیث ہے:

لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوبَتَهُ ترجمہ: "ادائیگی کے وسائل پانے والے کا ٹال مٹول اس کی بے عزتی اور سزا کو حلال کر دیتا ہے"[۳۲]

نیز اسلام کا مزاج بھی یہی ہے کہ وہ کسی نادار کی محض اس کی غربت کی وجہ سے رعایت ہی نہیں دیتا بلکہ اس کو اپنی غربت کے خاتمہ کے لیے عملی قدم اٹھانے کی ترغیب بھی دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ مسجد تشریف لاتے ہیں اور حضرت ابو امامہ انصاری رضی اللہ عنہ کو مسجد میں غمگین بیٹھا دیکھ کر حال دریافت کرتے ہیں، وہ اپنے قرضوں کا ذکر کرتے ہیں تو آپ ﷺ انہیں ایک دعا سکھاتے ہیں جس کا ایک حصہ یہ ہے:

وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ ترجمہ: "اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں نکمّے پن اور سستی سے"[۳۳]

اس دعا میں اشارہ ہے کہ قرضوں کی نجات کے لیے صرف مسجد میں بیٹھے نہیں رہنا چاہیے بلکہ عملی اقدامات کرنے چاہیے۔ سستی اور نکمّے پن کے بجائے چستی اور عقلمندی کے ساتھ بھرپور کوشش کرتے رہنے سے اللہ تعالیٰ جلد قرضوں سے نجات کا وسیلہ بنا دیتے ہیں۔ اسلیے مقروض کو مہلت مل جانے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ اس دوران کسی بھی قسم کی کوششوں سے آزاد ہو گیا ہے۔ قرض خواہ اس دوران اس کو اسبابِ معیشت تلاش کرنے پر مجبور کر سکتا ہے۔

نتائج بحث (Conclusion):

اس تمام بحث سے ثابت ہوا کہ تشریع اسلامی میں اعتدال کی خوبی ہر جگہ ملحوظ رکھی گئی ہے۔ تنگدست مقروض کے مسئلہ میں بھی شریعت نے دونوں طرف کی رعایت رکھتے ہوئے نہایت معتدل احکامات دیے ہیں۔ ایک طرف تنگدست کو فوری ادائیگی سے محفوظ رکھتے ہوئے وقتی مہلت دی گئی ہے تو دوسری طرف قرض خواہ کے حق کی رعایت رکھتے ہوئے اسے تین چیزوں کا اختیار دیا گیا ہے:

۱۔ اگر قرض خواہ مقروض کی مالی حالت بہتر سمجھتا ہے اور مقروض کی تنگدستی کو مشکوک قرار دیتا ہے تو تحقیقِ حال کے لیے عدالتی کاروئی کر سکتا ہے جس میں عدالت تنگدستی ثابت ہونے تک اسے قید میں رکھے گی۔

۲۔ تنگدستی ثابت ہو جانے کے بعد رہائی تو مل جائے گی لیکن قرض خواہ اس کا مسلسل پیچھا رکھ سکتا ہے اور اس کی ہر کمائی میں سے اپنا قرض وصول کرتا رہے گا۔

۳۔ اس دوران اگر مقروض کی کوتاہی دیکھے تو اسے کمانے پر مجبور بھی کر سکتا ہے۔

حوالہ جات

۱ البقرۃ: ۲۸۰

۲ ابن حنبل، احمد، مسند احمد بن حنبل، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، طبع دوم ۱۴۲۰ھ۔۱۹۹۹م، حَدِيثُ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ۳۸:٦۸

۳ حوالہ بالا، مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب، ۸:۳۷۲

۴ حوالہ بالا، مسند عبداللہ بن عباس، ۵:۱۴۹

۵ الہیثمی، نورالدین علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، بیروت، دارالفکر، ۱۴۱۴ھ - ۱۹۹۴م، کتاب البیوع، باب فیمن فرج عن معسر، ۴:۲۴۱

٦ البیہقی، احمد بن الحسین، السنن الکبری، حیدرآباد ہند، مجلس دائرۃ المعارف النظامیۃ، طبع اول ۱۳۴۴ھ، کتاب البیوع، باب ماجاء فی انظار المعسر، ۵:۳۵٦

۷　الہیثمی ، نورالدین علی بن ابی بکر ، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، محولہ بالا، کتاب البیوع، باب فیمن فرج عن معسر، ۴: ۲۳۹تا ۲۴۲

۸　البیہقی ،احمد بن الحسین ، السنن الکبری وفی ذیلہ الجوہر النقی، محولہ بالا، کتاب البیوع، باب ماجاء فی انظار المعسر، ۳۵۶:۵تا ۳۵۷

۹　نعمانی، محمد منظور، معارف الحدیث، کراچی، دارالاشاعت، ۲۰۰۵م، ۴۹۲:۷تا ۴۹۵

۱۰　فضل الٰہی، ڈاکٹر، قرض کے فضائل ومسائل، اسلام آباد، دار النور، مئی ۲۰۰۸م، ۶۱تا ۸۴۔

۱۱　الزحیلی ،وهبة، الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ الشَّامل للأدلّة الشَّرعيَّة والآراء المذهبيَّة وأهمّ النَّظريَّات الفقهيَّة وتحقيق الأحاديث النَّبويَّة وتخريجها، دمشق، دار الفكر ، طبع دوم:۱۴۰۵ھ، القسم الثالث: العقود او التصرفات المدنیہ المالية، الفَصْلُ الثَّامن عَشَر: الحَجْر، ۴۶۲:۵

۱۲　ابن حنبل ،احمد، مسند احمد بن حنبل، محولہ بالا، حدیث بریدہ الاسلمی، ۶۸:۳۸

۱۳　الجصاص، احمد بن علی الرازی، احکام القرآن، لاہور، سہیل اکیڈمی، طبع دوم ۱۴۱۲ھ، ۴۷۸:۱

۱۴　البقرة: ۲۸۰

۱۵　الرازی، ابو عبد اللہ محمد بن عمر التیمی، مفاتیح الغیب او التفسیر الکبیر، بیروت ، دار إحیاء التراث العربی، طبع سوم، : ۱۴۲۰ھ ۸۶:۷

۱۶　الزرکشی، بدر الدین محمد بن عبد اللہ بن بہادر ، البحر المحیط فی اصول الفقہ، بیروت، دار الکتبی، طبع اوّل: ۱۴۱۴ھ، الْمَبْحَثُ الثَّالِثُ صِيغَةُ الْأَمْرِ، ۲۶۹:۳

۱۷　الطبری ، محمد بن جریر ، جامع البیان فی تاویل القرآن ، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، طبع چہارم ۱۴۲۶ھ، ۱۱۰:۳

۱۸　السرخسی ، محمد بن احمد بن سہل ، کتاب المبسوط، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، طبع اوّل: ۱۴۲۱ھ، کتاب الکفالہ، باب الحبس فی الدَین، ۹۶:۲۰

۱۹　حوالہ بالا، ۹۷:۲۰

۲۰ المدنی، مالک بن انس بن مالک، المدونۃ الکبری، مصر، مطبعۃ السعادۃ، طبع ۱۳۲۳، کتاب المدیان، فصل فی حبس المدیان، ۲۰۴: ۱۳

۱۲۱ لسرخسی، محمد بن احمد بن سہل، کتاب المبسوط، محولہ بالا، کتاب الکفالہ، باب الحبس فی الدَین، ۹۶: ۲۰

۱۲۲ بنِ نجیم، زین الدین بن إبراہیم بن محمد، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کوئٹہ، مکتبہ ماجدیہ، سن و طبع ند، کتاب القضاء، فصل فی الحبس، ۲۸۷: ۶

۲۳ حوالہ بالا

۲۴ آل عمران: ۷۵

۲۵ القرطبّی، محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع لأحکام القرآن، ریاض، دار عالم الکتب، طبع اوّل: ۱۴۲۳ھ، ۱۱۷: ۴

۲۶ حاکم، محمد بن عبد اللہ نیساپوری، المستدرک علی الصحیحین، قاہرہ، دار الحرمین للطباعۃ والنشر والتوزیع، طبع اوّل: ۱۴۱۷ھ، کتاب البیوع، ۳۷: ۲

۲۷ الدارقطنی، علی بن عمر، سنن الدارقطنی، بیروت، دار المعرفہ، طبع اوّل: ۱۴۲۲ھ، کتاب فی الاقضیہ والاحکام، باب فی المراۃ تقتل اذاارتدت، ۴۷۴: ۳

۱۲۸ابنِ نجیم، زین الدین بن إبراہیم بن محمد، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، محولہ بالا، کتاب الاجارہ، باب مایجوز من الاجارۃ، ۷؛۳۱۰

۲۹ الہیثمی، نورالدین علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، محولہ بالا، کتاب البیوع، باب حسن القضاء، ۱۷۷: ۴

۳۰ الجصاص، احمد بن علی الرازی، احکام القرآن، محولہ بالا، باب البیع، ۴۷۸: ۱

۳۱ ابن عابدین، محمد امین بن عمر، حاشیۃ رد المحتار علی الدر المختار، کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی، ۱۴۰۶ھ، کتاب القضاء، مطلب: لاتحبس زوجتہ معہ، ۳۷۹: ۵

۳۲ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابی داؤد، بیروت، دارابنِ حزم، طبعہ اول: ۱۴۱۸ھ، کتاب القضاء، باب فی الحبس فی الدین وغیرہ، ۳۱: ۴

۳۳ حوالہ بالا، کتاب الوتر، باب فی الاستعاذہ، ۱۲۸: ۲